انسانی حقوق کی خلاف ورزی کون کر رہا ہے

مسلمان یا قادیانی ؟

۱۶۔ اگست ۹۲ء کو مرکزی جامع مسجد برمنگھم (برطانیہ) میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام منعقدہ ساتویں سالانہ عالمی ختم نبوت کانفرنس سے الشریعۃ کے مدیر اعلی مولانا زاہد الراشدی کا خطاب

بعد الحمد و الصلوۃ :۔ آپ حضرات صبح سے علماء کرام کے ارشادات سے مستفید ہو رہے ہیں اور عصر کی نماز تک یہ سلسلہ جاری رہے گا مجھے تھوڑے سے وقت میں صرف ایک پہلو پر کچھ گذارشات آپ کی خدمت میں پیش کرنی ہیں دعاء کریں کہ اللہ رب العزت حق اور مقصد کی باتیں کہنے کی توفیق دیں اور دین حق کی جو بات علم اور سمجھ میں آئے اس پر عمل کی توفیق بھی عطاء فرمائیں۔

قادیانی گروہ کی طرف سے اس کی سرپرست لابیوں اور ویسٹرن میڈیا کی طرف سے قادیانی مسئلہ کے حوالہ سے ایک الزام پاکستان کے مسلمانوں پر پاکستان کی حکومت پر اور پاکستان کے دستوری اور قانونی ڈھانچے پر پورے شد و مد کے ساتھ دنیا بھر میں دھرایا جا رہا ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں کے انسانی حقوق پامال کر دیے گئے ہیں' ان کے شہری حقوق معطل ہوگئے ہیں اور قادیانیوں کے ہیومن رائٹس ختم کر دیے گئے ہیں ابھی حال میں اسی ماہ کے آغاز میں برطانیہ میں ٹل فورڈ کے مقام پر قادیانیوں کے سالانہ اجتماع میں بھارتی ہائی کمشنر نے شرکت کی ہے اور اپنی تقریر میں انسانی حقوق کے حوالہ سے قادیانیوں کی نام نہاد مظلومیت کا ذکر کیا ہے' پاکستان سے ان کی جلاوطنی کا ذکر کیا ہے اور انسانی حقوق کی دھائی دی ہے یہی وہ بنیاد ہے جس بنیاد پر مغربی ممالک' اسلام دشمن عناصر اور ویسٹرن میڈیا قادیانی گروہ کی مکمل پشت پناہی کر رہا ہے اس لیے آج میں یہ چاہتا ہوں کہ ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ اس امر کا جائزہ لیا جائے کہ پاکستان میں قادیانیوں کے کونسے انسانی حقوق پامال ہوئے ہیں؟ اور ان کے ہیومن رائٹس پر کیا زد پڑی ہے ؟ جذبات سے ہٹ کر منطق اور استدلال کے ساتھ اس مسئلہ کا تھوڑے سے وقت میں تجزیہ کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

اصل تنازعہ کیا ہے

اس سلسلہ میں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ قادیانی مسلم تنازعہ کی اصل بنیاد کو تلاش کیا جائے کہ اصل جھگڑا کیا ہے اصل قصہ یہ ہے کہ قادیانیوں نے نئی نبوت اور نئی وحی کے ساتھ اپنے لیے نئے مذہب کا انتخاب کیا ہے اور مسلمانوں سے اپنا مذہب الگ کر لیا ہے یہ بات مسلمات میں شامل ہے کہ نئی نبوت اور نئی وحی کے ساتھ مذہب بھی الگ ہو جاتا ہے تفصیلات میں جائے بغیر صرف ایک حوالہ سے بات عرض کروں گا آپ کے اس برطانوی معاشرہ میں یہودی اور عیسائی دونوں رہتے ہیں تورات پر یہودی اور عیسائی

دونوں ایمان رکھتے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی دونوں اللہ تعالیٰ کا رسول مانتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور تورات پر دونوں متفق ہیں لیکن اس کے باوجود دونوں کا مذہب ایک نہیں ہے بلکہ دونوں الگ الگ مذہب کے پیروکار ہیں اس لیے کہ عیسائی حضرت موسیٰؑ اور تورات پر ایمان رکھنے کے باوجود ایک نئے نبی اور نئی وحی کو تسلیم کرتے ہیں جن پر یہودیوں کا ایمان نہیں ہے اس لیے عیسائیوں کا مذہب یہودیوں سے الگ ہوگیا ہے اور دونوں الگ الگ مذہب کے پیروکار ہیں اسی طرح مسلم قادیانی تنازعہ میں بھی یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ مسلمانوں اور قادیانیوں کا مذہب ایک نہیں ہے بلکہ دونوں الگ الگ مذہب کے پیروکار ہیں اس حقیقت کو قادیانی گروہ بھی تسلیم کرتا ہے اور تاریخ کے ریکارڈ میں اس کی متعدد دستاویزی شہادتیں موجود ہیں جن میں سے بعض کا میں اس وقت ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

پہلی شہادت

جب پاکستان اور ہندوستان کی تقسیم ہو رہی تھی پنجاب کی تقسیم کے لیے ریڈ کلف کمیشن بیٹھا تھا پنجاب کو اس بنیاد پر تقسیم کیا جا رہا تھا کہ جن علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے وہ پاکستان میں شامل ہوں گے اور جہاں مسلمان اکثریت میں نہیں ہیں وہ بھارت کا حصہ ہوں گے گورداس پور کا علاقہ جہاں قادیان واقع ہے اس علاقہ کی صورت حال یہ تھی کہ اگر قادیانی آبادی خود کو مسلمانوں کے ساتھ شامل کراتی ہے تو یہ خطہ زمین پاکستان کے حصہ میں آتا ہے اور اگر قادیانی گروہ مسلمانوں سے الگ شمار ہوتا ہے تو گورداسپور کا یہ علاقہ بھارت کے پاس چلا جاتا ہے اس وقت قادیانی گروہ کے سربراہ مرزا بشیرالدین محمود نے جو مرزا غلام احمد قادیانی کا فرزند اور مرزا طاہر احمد کا باپ تھا اپنا کیس مسلمانوں سے الگ پیش کر کے یہ فیصلہ تاریخ میں ریکارڈ کرا دیا کہ قادیانی خود کو مسلمانوں سے الگ قرار دیتے ہیں چنانچہ چودھری ظفراللہ خان نے مرزا بشیرالدین محمود کی حدایت پر قادیانیوں کی فائیل مسلمانوں سے الگ ریڈ کلف کمیشن کے سامنے پیش کی جس کی بنیاد پر گورداس پور غیر مسلم اکثریت کا علاقہ قرار پایا اور بھارت کے حوالے کر دیا گیا اسی کے نتیجہ میں بھارت کو کشمیر کے لیے راستہ ملا اور اس نے کشمیر پر قبضہ کر لیا اور آج بھی لاکھوں کشمیری عوام بھارتی تسلط اور وحشت و درندگی کے خلاف آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔

دوسری شہادت

بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کا جنازہ تھا شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ جنازہ پڑھا رہے تھے ملک بھر کے سرکردہ حضرات اور غیر ملکی سفراء جنازہ میں شریک تھے حکومت پاکستان کا قادیانی وزیر خارجہ چوہدری ظفراللہ خان بھی موجود تھا لیکن جنازہ میں شریک نہیں ہوا اور غیر مسلم سفیروں کے ساتھ الگ بیٹھا رہا یہ بات قومی پریس کے ریکارڈ میں ہے کہ چوہدری ظفراللہ خان سے پوچھا گیا کہ آپ وزیر خارجہ ہیں آپ کا گورنر جنرل فوت ہوا ہے' آپ کے ملک کا بانی اور سربراہ فوت ہوا ہے آپ جنازہ کے وقت موجود ہیں لیکن جنازہ میں شریک نہیں ہوئے اس کی وجہ کیا ہے؟ اس پر ظفراللہ خان نے کہا کہ

"مجھے کافر حکومت کا مسلمان وزیر خارجہ سمجھ لیا جائے یا مسلمان حکومت کا کافر وزیر خارجہ"
اس طرح چوہدری ظفراللہ خان نے بھی تاریخ میں اپنی شہادت ریکارڈ کروائی کہ مسلمانوں کا مذہب الگ ہے اور قادیانی ان سے الگ ایک نئے مذہب کے پیروکار ہیں۔

تیسری شہادت

۱۹۷۴ء میں جب پاکستان کی قومی اسمبلی قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی آئینی ترمیم پر بحث کر رہی تھی اسمبلی نے یکطرفہ فیصلہ کرنے کی بجائے قادیانیوں کے دونوں گروہوں کو اسمبلی کے سامنے اپنا موقف پیش کرنے کا موقع دیا قادیانی گروہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد نے گیارہ روز تک اور لاہوری گروپ کے سربراہ مولوی صدر الدین نے دو روز تک اسمبلی کے سامنے اپنے موقف کی وضاحت کی اور ان کا موقف پوری طرح سننے کے بعد اسمبلی نے اپنا فیصلہ صادر کیا اس موقع پر مرزا ناصر احمد سے پوچھا گیا کہ وہ دنیا بھر کے ایک ارب کے لگ بھگ ان مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہیں جو مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کو تسلیم نہیں کرتے مرزا ناصر احمد نے پہلے اس سوال کو گول کرنے کی کوشش کی لیکن بالآخر پارلیمنٹ کے فلور پر انہیں اپنے اس عقیدہ کا دو ٹوک اظہار کرنا پڑا کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی پر ایمان نہ لانے والے دنیا بھر کے ایک ارب کے لگ بھگ مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں اور اس طرح مرزا طاہر احمد کے بڑے بھائی مرزا ناصر احمد نے بھی تاریخ کی عدالت میں اپنی یہ شہادت ریکارڈ کرا دی کہ وہ قادیانیت کو مسلمانوں سے الگ مذہب قرار دیتے ہیں۔

چوتھی شہادت

آج مرزا طاہر احمد دنیا بھر میں مسلمانوں اور پاکستان کے خلاف واویلا کر رہا ہے لیکن میں مرزا طاہر احمد کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ایک شہادت تو خود تم نے بھی ریکارڈ کرائی ہے جو تازہ ترین شہادت ہے ابھی حال ہی میں ٹل فورڈ میں قادیانیوں کا سالانہ اجتماع ہوا ہے مسلمانوں کے اجتماعات ہوتے ہیں تو مہمان خصوصی امام کعبہ ہوتے ہیں، شیخ الازہر ہوتے ہیں۔ مسلم ممالک کے سفراء ہوتے ہیں اور دیگر مسلم شخصیات شریک ہوتی ہیں ہماری اس ختم نبوت کانفرنس میں حضرت مولانا خان محمد تشریف فرما ہیں پاکستان کے مفتی اعظم تشریف فرما ہیں لیکن ٹل فورڈ کے قادیانی اجتماع میں مہمان خصوصی کون تھا؟ بھارت کا ہندو ہائی کمشنر اور ساؤتھال کونسل کا سکھ میئر! یہ بھی تاریخ کی شہادت ہے۔

حضرات محترم! جب یہ بات طے شدہ ہے کہ قادیانیوں کا مذہب مسلمانوں سے الگ ہے اور دونوں ایک مذہب کے پیروکار نہیں ہیں تو ظاہر بات ہے کہ اسلام کا نام ان میں سے ایک ہی فریق استعمال کرے گا دونوں استعمال نہیں کر سکتے اسلام کا نام اور اس کے شعائر مثلاً" کلمہ طیبہ، مسجد، امیرالمومنین، ام المومنین، خلیفہ اور صحابی جو اسلام کے ساتھ مخصوص ہیں اور مسلمانوں کی پہچان بن چکے ہیں انہیں استعمال کرنے کا حق ایک فریق کو ہوگا آپ حضرات خانہ خدا میں بیٹھے ہیں آپ ہی انصاف سے کہیں کہ کیا دونوں گروہوں کو اسلام کا نام اسلام کا لیبل اور اس کا ٹریڈ مارک استعمال کرنے کا حق ہے؟ اگر نہیں اور انصاف کا تقاضہ

ہے کہ نہیں تو پھر انصاف کے ساتھ یہ فیصلہ بھی کیجئے کہ یہ حق دونوں میں سے کس فریق کا ہے؟ اس کا جو چودہ سو سال سے اس نام اور اصطلاحات کو استعمال کر رہا ہے یا اس کا جو ایک سو سال سے اس کا دعویدار ہے؟ اصل بات کو سمجھنے کی کوشش کریں ایک عام کاروباری سی بات ہے عام سی مثال ہے اس حوالہ سے بات عرض کرتا ہوں ایک کمپنی ہے جو سو سال سے کام کر رہی ہے اس کا ایک نام ہے' ایک لیبل ہے' ایک ٹریڈ مارک ہے' وہ اسی نام' لیبل اور ٹریڈ مارک کے ساتھ مارکیٹ میں متعارف ہے' اس کی ساکھ ہے' اس حوالہ سے اس کا اعتبار قائم ہے اب کچھ لوگ اس سے الگ ہو کر ایک نئی کمپنی بناتے ہیں' ایمان کے ساتھ بتائیے کہ کیا اس نئی کمپنی کو پہلی کمپنی کا نام' ٹریڈ مارک اور لیبل استعمال کرنے کا حق حاصل ہے؟ اگر نہیں اور اس کے باوجود نئی کمپنی اپنا مال مارکیٹ میں لانے کے لیے پہلی کمپنی کا نام استعمال کرتی ہے' اس کا ٹریڈ مارک اور لیبل استعمال کرتی ہے تو انصاف کی زبان اسے کیا کہتی ہے؟ قانون اسے کیا کہتا ہے؟ (لوگوں نے کہا فراڈ! فراڈ) میں ان مغربی لا بیوں سے پوچھتا ہوں کہ انصاف کا تقاضہ کیا ہے؟ قانون کا تقاضہ کیا ہے؟ دانش کا تقاضہ کیا ہے؟ خدا کے لیے ہمارا موقف بھی سمجھنے کی کوشش کریں نبوت کا دعویٰ بہاء اللہ نے بھی کیا تھا اس کے ماننے والے بہائی بھی ہم سے الگ مذہب رکھتے ہیں ہم انہیں کافر کہتے ہیں لیکن ہمارا ان سے قادیانیوں کی طرز کا کوئی تنازعہ نہیں ہے' کشمکش کی کوئی فضا نہیں ہے اس لیے کہ وہ اسلام کا نام استعمال نہیں کرتے' انہوں نے اپنا نام اور اصطلاحات الگ کر لی ہیں' وہ کلمہ طیبہ پڑھ کر لوگوں کو دھوکہ نہیں دیتے' اپنی عبادت گاہ کو مسجد نہیں کہتے ہم انہیں کافر کہتے ہیں لیکن ہمارا ان سے جھگڑا کوئی نہیں ہے قادیانیوں کے ساتھ تنازعہ یہ ہے کہ مذہب نیا ہے کمپنی نئی ہے لیکن نام ہمارا استعمال کرتے ہیں لیبل اور ٹریڈ مارک ہمارا استعمال کرتے ہیں ہم اس کی اجازت نہیں دے سکتے یہ دھوکہ ہے فراڈ ہے اور کھلا فریب ہے ہم دنیا بھر کے قانون دانوں کو دھائی دیتے ہیں کہ خدا کے لیے ہمارے خلاف پراپیگنڈہ کرنے سے پہلے یہ تو دیکھ لو کہ اصل قصہ کیا ہے اور تنازعہ کس بات پر ہے؟

انسانی حقوق اور صدارتی آرڈیننس

حضرات محترم! اب میں اس صدارتی آرڈیننس کی طرف آتا ہوں جسے مرزا طاہر احمد اور اسی کی سرپرست لابیوں کی طرف سے پوری دنیا میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی کا عنوان دے کر بدنام کیا جا رہا ہے یعنی ۸۴ء کا وہ صدارتی آرڈیننس جس کے تحت صدر جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے قادیانیوں کو اسلام کا نام اور اصطلاحات استعمال کرنے سے روک دیا ہے اور جس کے بارے میں مغربی لابیاں یہ کہہ رہی ہیں کہ اس کے ذریعہ قادیانیوں کے انسانی حقوق پامال ہو گئے ہیں لیکن پہلے یہ وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ آرڈیننس صدر جنرل ضیاء الحق کا تیار کردہ نہیں ہے' اور نہ اسے فوجی ہیڈ کوارٹر نے ترتیب دیا ہے بلکہ یہ آرڈیننس تحریک ختم نبوت کے ان مطالبات پر مشتمل ہے جن کے لیے ہم نے ملک بھر میں تحریک چلائی' سٹریٹ پاور کو منظم کیا' لوگوں کو سڑکوں پر لائے اور راولپنڈی کی طرف لانگ مارچ کیا اس پر مجبور ہو کر ہمارے مطالبات کو آرڈیننس کی شکل دی گئی اس لیے یہ مارشل لاء ریگولیشن یا کسی ڈکٹیٹر کا نافذ کردہ قانون

نہیں بلکہ عوامی مطالبات پر مشتمل ایک قانونی ضابطہ ہے۔

مرزا طاہر احمد کی مہم

اس کے بعد صدارتی آرڈیننس پر بحث سے قبل آپ حضرات کو مرزا طاہر احمد کی اس مہم سے بھی متعارف کرانا چاہتا ہوں جو اسی آرڈیننس کے خلاف ابھی تک جاری ہے اس مہم کے مختلف مراحل کا آپ کے سامنے لایا جانا ضروری ہے تاکہ آپ لوگ دیکھ سکیں کہ ان کا طریق واردات کیا ہے بالخصوص برطانیہ میں رہنے والے مسلمانوں کے لیے اس مہم سے واقف ہونا بے حد ضروری ہے تو حضرات محترم! ۸۴ء میں صدارتی آرڈیننس کے نفاذ کے بعد مرزا طاہر احمد لندن میں آکر بیٹھ گیا اور مغربی لابیوں کو اپروچ کر کے یہ دھائی دی کہ پاکستان میں امتناع قادیانیت کے صدارتی آرڈیننس کے ذریعے قادیانیوں کے انسانی حقوق چھین لیے گئے ہیں' ان کے ہیومن رائٹس پامال کر دیے گئے ہیں' انہیں عبادت کے حق سے روک دیا گیا ہے اور ان کے اپنے مذہب پر عمل کرنے پر پابندی لگا دی گئی ہے' ویسٹرن میڈیا بھی اس مہم میں شریک ہو گیا اسے تو انتظار رہتا ہے کہ اسلام اور پاکستان کے خلاف کوئی بات کہنے کو ملے' وہ تو بہانہ تلاش کرتے ہیں کہ مسلمانوں اور پاکستان کے خلاف کسی بات پر شور اٹھا سکیں۔

جنیوا کا انسانی حقوق کمیشن

پھر بات یہیں تک نہیں رہی بلکہ جنیوا میں انسانی حقوق کے کمیشن کو اپروچ کیا گیا یہ کمیشن یو۔ این۔ او کے تحت قائم ہے اور اس کا کام یہ ہے کہ دنیا کے مختلف ممالک پر نظر رکھتا ہے اور جہاں انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہو رہی ہو اس کی نشاندھی کرتا ہے اور اس کی بنیاد پر مغربی حکومتیں اپنی پالیسیاں مرتب کرتی ہیں قادیانیوں کی طرف سے اس کمیشن کے پاس درخواست دائر کی گئی کہ پاکستان میں ان کے شہری حقوق پامال کیے جا رہے ہیں لیکن اس درخواست سے پہلے ایک اور بات کا اہتمام ہو چکا تھا کہ جنیوا میں پاکستان کی سفارت اور نمائندگی مسٹر منصور احمد سنبھال چکا تھا جو معروف قادیانی ڈپلومیٹ ہے پاکستان کا سینیئر سفارت کار ہے اور اس وقت جاپان میں پاکستان کا سفیر ہے اب راستہ صاف تھا درخواست قادیانیوں کی طرف سے تھی اور کمیشن کے سامنے پاکستان کی نمائندگی اور حکومت پاکستان کے موقف کی وضاحت کی ذمہ داری ایک قادیانی سفارت کار پر تھی نتیجہ وہی ہونا تھا جو ہوا اور جنیوا کے انسانی حقوق کمیشن نے اس مضمون کی قرار داد منظور کر لی کہ پاکستان میں واقعتاً" قادیانیوں کے انسانی حقوق پامال کر دیئے گئے ہیں اور حکومت پاکستان اس کی ذمہ دار ہے۔

امریکی سینٹ کی قرار داد

بات اور آگے بڑھی اور قادیانی گروہ اس قرار داد کو لے کر واشنگٹن پہنچا جہاں پر ‑سلر رہتا تھا' جہاں سولارز رہتا ہے آپ جانتے ہیں ان کو؟ اور پاکستان کا کون سا باشعور شہری ہے جو پر ‑سلر اور سولارز کو نہیں جانتا وہاں لابنگ ہوئی اس وقت امریکی سینٹ کی خارجہ تعلقات کمیٹی پاکستان کی اقتصادی اور فوجی امداد کے

لیے شرائط طے کر رہی تھی جنیوا کے انسانی حقوق کمیشن کی یہ قرار داد اس کے سامنے پیش ہوئی اور امریکی سینٹ کی خارجہ تعلقات کمیٹی نے پاکستان کے لیے امداد کی شرائط والی قرار داد میں قادیانیت کا مسئلہ بھی شامل کر لیا۔ یہ ہے مرزا طاہر احمد کی مہم اور یہ ہے اس کا طریق واردات جسے آپ کے علم میں لانا میں نے ضروری سمجھا ہے۔

پاکستان کی امداد کے لیے امریکی شرائط

امریکی سینٹ کی خارجہ تعلقات کمیٹی نے پاکستان کی امداد کے لیے جن شرائط کو اپنی قرار داد میں شامل کیا ان کا خلاصہ روزنامہ جنگ لاہور نے ۵ مئی ۸۷ء اور روزنامہ نوائے وقت لاہور نے ۲۵۔ اپریل ۸۷ء کو شائع کیا ہے یہ میرے پاس موجود ہے اور آپ حضرات میں اکثر نہیں جانتے کہ ان شرائط میں کون کون سی باتیں شامل ہیں عام طور پر صرف ایٹمی تنصیبات کے معائنہ کی شرط کا ذکر کیا جاتا ہے بلاشبہ وہ بنیادی شرط ہے اور ہم اس مسئلہ پر پاکستانی حکومت اور قوم کے موقف کے ساتھ پوری طرح ہم آہنگ ہیں بلکہ ہم تو اس سے بھی آگے کی بات کہتے ہیں ہمارا موقف یہ ہے کہ ایٹم بم پاکستان کا اور دیگر مسلمان ملکوں کا حق ہے اور اس سلسلہ میں معذرت خواہانہ طرز عمل اختیار نہیں کرنا چاہیے خیر امریکی شرائط میں صرف ایٹمی تنصیبات کا مسئلہ نہیں اور امور بھی ہیں جن میں دو کا بطور خاص آپ کے سامنے ذکر کرنا چاہتا ہوں امریکی سینٹ کی خارجہ تعلقات کمیٹی کی اس قرار داد میں کہا گیا ہے کہ پاکستان کی امداد کے لیے ضروری ہوگا کہ امریکی صدر ہر سال ایک سرٹیفکیٹ جاری کرے جس میں یہ درج ہوگا کہ

"حکومت پاکستان نے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے ازالہ میں نمایاں ترقی کی ہے"۔

یہ کتنا خوبصورت جملہ ہے لیکن کلمۃ حق ارید بھا الباطل۔ اس کے اندر جو زہر چھپا ہوا ہے آپ حضرات نہیں جانتے آپ کہیں تو عرض کر دوں کہ اس شوگر کے پردے میں کون سا زہر ہے؟ اسی شرط میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی کو روکنے کی بات کی گئی ہے سوال یہ ہے کہ ان مغربی ملکوں کے ہاں انسانی حقوق کا تصور کیا ہے؟ اور یہ کس چیز کو انسانی حقوق کی خلاف ورزی قرار دیتے ہیں؟ اس بات کو سمجھنے کے لیے دیکھنا پڑے گا کہ پاکستان میں مغربی میڈیا کے "بوسٹر" کیا کہتے ہیں مغربی میڈیا کے بوسٹر ہر جگہ موجود ہیں پاکستان میں بھی ہیں امریکی سینٹ کی اس قرار داد کے بعد پاکستان میں بھی انسانی حقوق کمیشن قائم ہوا ہے جس کے سربراہ ریٹائرڈ جسٹس دراب پٹیل ہیں جو پارسی ہیں اور سیکرٹری جنرل بیگم عاصمہ جہانگیر ہیں جو ایک قادیانی ایڈووکیٹ مسٹر جہانگیر کی بیوی ہے یہ لوگ پاکستان میں ہیومن رائٹس کے عنوان سے فورم منعقد کرتے ہیں جلسوں کا اہتمام کرتے ہیں، مظاہرے کرتے ہیں اور امریکی سفارت کار ان کی پشت پناہی کرتے ہیں ذرا سنئے اس کمیشن کے سربراہ مسٹر پٹیل کیا کہتے ہیں روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۵۔ اپریل ۸۷ کے مطابق مسٹر دراب پٹیل نے کہا کہ

"کمیشن کو بہت سے ایسے قوانین منسوخ کرانے کی کوشش بھی کرنا ہوگی جو یکطرفہ ہیں اور جن

سے انسانی حقوق کی خلاف ورزی کا راستہ کھلتا ہے اس سلسلہ میں حدود آرڈیننس' قانون شہادت' غیر مسلموں کو مسلمانوں کی شہادت پر سزا دینے کا مسئلہ' قادیانیوں اور احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے والا قانون' جداگانہ انتخابات کا قانون' سیاسی جماعتوں کا قانون یہ سارے قوانین ختم کرنا ہوں گے یہ قوانین انسانی حقوق کے منافی ہیں"۔

روزنامہ نوائے وقت نے ۲۷۔ اپریل ۸۷ء کی اشاعت میں بیگم عاصمہ جہانگیر کے حوالہ سے کمیشن کے جنرل اجلاس میں کیے جانے والے مطالبات بھی شائع کیے ہیں جن کے مطابق

" تعزیرات پاکستان اور حدود آرڈیننس کی بعض سزاؤں کو ظالمانہ اور غیر انسانی قرار دیا گیا ہے اور مطالبہ کیا گیا ہے کہ سنگسار کرنے' پھانسی پر لٹکانے اور موت کی سزا کو فی الفور ختم کیا جائے نیز کوڑے لگانے' ہاتھ کاٹنے اور قید تنہائی کی سزائیں بھی ختم کر دی جائیں جنرل اجلاس میں منظور کردہ ڈیکلیریشن میں تمام مذھبی اقلیتوں کی تائید کی گئی ہے اور اسی ضرورت پر زور دیا گیا ہے کہ حکومت کسی بھی شخص کے خلاف بالواسطہ یا بلاواسطہ مذھب یا فرقے کی بنیاد پر کوئی کاروائی نہ کرے"۔

حضرات محترم! اب تو آپ اچھی طرح سمجھ چکے ہوں گے کہ انسانی حقوق سے ان کی مراد کیا ہے اور ھیومن رائٹس کی خلاف ورزی کو روکنے کے عنوان سے مغربی ممالک اور لابیاں ہم سے کیا تقاضہ کر رہی ہیں؟ امریکہ ہم سے یہ ضمانت چاہتا ہے کہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی نہیں ہوگی اور اس سے مراد یہ ہے کہ ہم اسلامی قوانین نافذ نہیں کریں گے' قرآن کریم کے احکام نافذ نہیں کریں گے ابھی حال ہی میں پاکستان کی پارلیمنٹ نے جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی توھین پر موت کی سزا کا قانون منظور کیا ہے جس پر ایک محترمہ نے کہا کہ یہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ توھین رسالتؐ کو بھی انسانی حقوق میں شامل کیا جا رہا ہے اور یہ حق مانگا جا رہا ہے کہ کوئی بدبخت توھین رسالتؐ کا ارتکاب کرنا چاہے تو اسے اس کا حق حاصل ہو اور قانون کو حرکت میں آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے یہ ہے ان لوگوں کا انسانی حقوق کا تصور اور یہ اسی قسم کے انسانی حقوق کی خلاف ورزی سے ہمیں روکنا چاہتے ہیں ہمارے ساتھ اس وقت کانفرنس کے سٹیج پر پنجاب کے اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل جناب نذیر غازی ایڈووکیٹ بھی تشریف فرما ہیں ان سے معذرت کے ساتھ میں ایک " ریڈ لائن " کراس کرنے لگا ہوں کہ ہم پر " انسانی حقوق " کا کیسا تصور تھوپا جا رہا ہے گذشتہ سال چکوال میں اغواء اور قتل کی ایک واردات ہوئی خصوصی عدالت میں مقدمہ چلا عدالت نے قاتل کو موت کی سزا سنائی اور یہ فیصلہ دیا کہ پھانسی بر سر عام لوگوں کے سامنے دی جائے اسلام کا فلسفہ بھی یہی ہے کہ سزا بر سر عام دی جائے تاکہ لوگوں کو عبرت حاصل ہو قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ

ولیشھد عذابھما طائفۃ من المومنین (سورۃ النور)

مجرموں کو سزا دیتے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ موجود رہے یہ اسلامی قانون کا تقاضہ ہے لیکن ہماری عدالت عظمٰی نے اس سزا پر عملدرآمد روک دیا اور سپریم کورٹ میں گذشتہ چار پانچ ماہ سے اس نکتہ پر بحث جاری

ہے کہ مجرم کو لوگوں کے سامنے سزا دینا اس کی عزت نفس کے منافی ہے اور یہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے اسی لیے قاتل کو سرعام پھانسی نہیں دینی چاہیے۔ محترم بزرگو اور دوستو! یہ مثالیں میں نے وضاحت کے ساتھ اس لیے آپ کے سامنے رکھی ہیں تاکہ آپ اچھی طرح سمجھ سکیں کہ انسانی حقوق سے مغربی ممالک کی مراد کیا ہے اور یہ طاقتیں جب ہم سے انسانی حقوق کی خلاف ورزی نہ کرنے کی ضمانت طلب کرتی ہیں تو اس سے ان کا مقصد کیا ہوتا ہے؟ اب ایک اور شرط بھی سماعت فرما لیجئے جو امریکی سینٹ کی خارجہ تعلقات کمیٹی نے پاکستان کے لیے امریکی امداد کی شرائط کے ضمن میں اپنی قرار داد میں ذکر کی ہے اس کے مطابق امریکی صدر ہر سال اپنے سرٹیفکیٹ میں یہ بھی لکھیں گے کہ

> " حکومت پاکستان اقلیتی گروہوں مثلاً" احمدیوں کو مکمل شہری اور مذہبی آزادیاں نہ دینے کی روش سے باز آرہی ہے اور ایسی تمام سرگرمیاں ختم کر رہی ہے جو مذہبی آزادیوں پر قدغن عائد کرتی ہیں"۔

آپ حضرات کو کچھ اندازہ ہو گیا ہوگا کہ مسئلہ کی نوعیت کیا ہے اور معاملات کہاں تک آگے پہنچ چکے ہیں؟ آپ میں سے بیشتر حضرات یہ کہدیں گے کہ ہمیں تو ان باتوں کا علم ہی نہیں ہے لیکن کیا آپ کا نہ جاننا بھی ہمارے ہی ذمہ ہے؟ کیا یہ بھی ہمارا قصور ہے کہ آپ حضرات مغرب میں رہتے ہوئے بھی ان امور سے واقف نہیں ہیں؟ خدا کے لیے آنکھیں کھولیے اور اپنی ذمہ داری کا احساس کیجئے۔ حضرات محترم! اب میں آتا ہوں صدارتی آرڈیننس کی طرف یہ میرے ہاتھ میں صدارتی آرڈیننس کی کاپی ہے اس آرڈیننس کا مقصد اور منشا صرف یہ ہے کہ چونکہ قادیانیوں کا مذہب مسلمانوں سے الگ ہے اس لیے قادیانی اسلام کا نام اور مسلمانوں کے مخصوص مذہبی شعائر استعمال نہ کریں اس کے علاوہ اس آرڈیننس میں کچھ نہیں ہے۔

اس آرڈیننس کی رو سے پہلے قادیانیوں کو اس امر کا پابند کیا گیا ہے کہ وہ

۱۔ اسلام کے نام پر اپنے مذہب کی تبلیغ نہ کریں اور خود کو مسلمان کے طور پر ظاہر نہ کریں۔

۲۔ اپنی عبادت گاہ کو " مسجد " نہ کہیں اور اپنی عبادت کے لیے لوگوں کو بلانے کا طریقہ "اذان" سے الگ اختیار کریں اور اسے اذان نہ کہیں۔

۳۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے علاوہ کسی اور خاتون کو " ام المومنین" نہ کہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ اور خلفاء کے علاوہ کسی اور کے لیے "صحابی" یا "خلیفہ" کی اصطلاح استعمال نہ کریں۔

آرڈیننس میں ان امور کو جرم قرار دیتے ہوئے ان میں سے کسی ایک کے ارتکاب پر تین سال تک قید یا جرمانہ کی سزا مقرر کی گئی ہے میں مغربی لابسٹوں سے پوچھتا ہوں کہ اس آرڈیننس میں قادیانیوں کو عبادت گاہ بنانے یا عبادت کرنے سے کہاں روکا گیا ہے؟ انہیں صرف اپنی عبادت گاہ کو مسجد کہنے سے روکا گیا ہے، اذان دینے سے روکا گیا ہے اور اسلام کے دیگر شعائر کے استعمال سے روکا گیا ہے اور جب قادیانیوں کا مذہب مسلمانوں کے مذہب سے الگ ایک جداگانہ مذہب ہے تو یہ پابندیاں اس کا منطقی تقاضہ ہیں اور ان اصولی اور منطقی پابندیوں کو انسانی حقوق کی خلاف ورزی قرار دینا سراسر ناانصافی ہے ہماری یہ آواز ویسٹرن میڈیا تک

پہنچنی چاہئے اور مغربی لابیوں کے علم میں آنی چاہئے برطانیہ میں رہنے والے مسلمان بھائیو! ہم تو مجبور ہیں سال میں ایک آدھ بار آتے ہیں اور آواز لگا کر چلے جاتے ہیں یہ آپ کی ذمہ داری ہے اگر مرزا طاہر احمد یہاں کے ذرائع استعمال کر سکتا ہے تو مغرب کے ذرائع ابلاغ آپ کی دسترس سے باہر نہیں ہیں اگر مرزا طاہر احمد مغربی لابیوں کو اپروچ کر سکتا ہے تو آپ حضرات بھی کر سکتے ہیں خدا کے لیے آپ بھی اپنے فرائض پہچانیں اور اسلام اور پاکستان کے دفاع کے لیے سائنٹیفک بنیادوں پر کام کا طریقہ اختیار کریں۔

انسانی حقوق کے مجرم! قادیانی

حضرات محترم! اگر بات انسانی حقوق کی ہے تو میں یہ بات ضرور عرض کرنا چاہوں گا کہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہم نہیں کر رہے بلکہ قادیانی کر رہے ہیں اور عملی صورت حال یہ ہے کہ خود ہمارے انسانی حقوق قادیانیوں کے ہاتھوں پامال ہو رہے ہیں اس لیے کہ اسلام کا نام، مسجد، اذان، کلمہ طیبہ اور دیگر اسلامی شعائر دنیا کے ایک ارب سے زائد مسلمانوں کی پہچان ہیں اور ان کی شناخت ہیں اپنی شناخت کا تحفظ مسلمانوں کا حق ہے اور شناخت کی حفاظت انسانی حقوق میں شامل ہے جسے قادیانی مسلسل پامال کر رہے ہیں اور جب قادیانیوں کے خلاف اس جرم میں قانونی کاروائی ہوتی ہے تو مغربی لابسٹ چیخ اٹھتے ہیں کہ قادیانیوں کے انسانی حقوق پامال ہو رہے ہیں اب دیکھیے میں ایک شخص ہوں مجھے زاھد الراشدی کے نام سے پہچانا جاتا ہے گوجرانوالہ سے ماہنامہ الشریعۃ شائع کرتا ہوں اور اس کا ایڈیٹر ہوں کوئی اور شخص یہ دعویٰ کرے کہ زاہد الراشدی میں ہوں یا الشریعۃ کا ایڈیٹر میں ہوں تو کیا اس سے میری شناخت مجروح نہیں ہوتی؟ اور کیا میرے انسانی حقوق پر زد نہیں پڑتی؟ اور اگر میں اس شخص کے خلاف دھوکہ دھی کا مقدمہ درج کرادوں اور قانون اسے پکڑ کر جیل میں ڈال دے تو کیا مغربی لابیاں اس پر شور مچانا شروع کر دیں گی کہ اس کے انسانی حقوق پامال ہوگئے ہیں؟ میں مغرب میں بیٹھ کر اسلام اور پاکستان کے خلاف پروپیگنڈا کرنے والے لابسٹوں سے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ وہ کچھ انصاف کریں اور دنیا بھر کے مسلمانوں کا یہ حق تسلیم کریں کہ وہ اپنی شناخت اور پہچان کی حفاظت کر سکیں اور اسلام کا نام اور اس کا لیبل اور ٹریڈ مارک غلط استعمال کرنے والوں کو ایسا کرنے سے باز رکھ سکیں یہ ہمارا حق ہے کہ ہم اپنے مذھبی نام کا تحفظ کریں اپنی شناخت کا تحفظ کریں، اپنی علامات اور نشانیوں کا تحفظ کریں اور اپنی پہچان کو بچائیں قادیانی گروہ مٹھی بھر ہونے کے باوجود مغربی طاقتوں اور لابیوں کی شہہ پر ہماری پہچان کو خراب کر رہا ہے اور ہماری شناخت کو مجروح کر رہا ہے صدارتی آرڈیننس میں قادیانیوں کو اسی جرم سے روکا گیا ہے اس لیے انصاف کی بات یہ ہے کہ امتناع قادیانیت کا صدارتی آرڈیننس انسانی حقوق کی خلاف ورزی کا نہیں بلکہ ان کی حفاظت اور ھیومن رائٹس کے تقاضوں کی تکمیل کا آرڈیننس ہے۔

میرے محترم بزرگو اور دوستو! کہنے کی باتیں ابھی بہت سی ہیں لیکن وقت کا دامن تنگ ہوتا جا رہا ہے اور میرے بعد دوسرے فاضل مقررین نے بھی آنا ہے اس لیے آخر میں آپ حضرات سے پھر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مغرب کے ممالک اور لابیاں ایک بات طے کر چکی ہیں کہ کسی مسلمان ملک میں اسلامی

باقی صفحہ ۵ پر